۲- علمی مقالے

احادیث مزارعت کا ایک مطالعہ

حقوق کے سلسلے میں اسلام کا قاعدۂ کلیہ

تالیف

السید حامد عبد الرحمٰن الکاف یمن

www.KitaboSunnat.com

ناشر

دار الدعوة السلفية
شیش محل روڈ ○ لاہور

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

۲۔ علمی مقالے

احادیث مزارعت کا ایک مطالعہ

حقوق کے سلسلے میں اسلام کا قاعدہ کلیہ

تالیف

السیّد حامد عبدالرحمٰن الکاف یمن

ناشر

دار الدعوة السلفیة
شیش محل روڈ ○ لاہور

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلۂ مطبوعات

(۳۶)

زیر اہتمام ——— (حافظ) احمد شاکر

ناشر ——— المجلس العلمی السلفی
شعبۂ تالیف دارالدعوۃ السلفیہ

مطبع ——— زاہد بشیر پرنٹرز۔ لاہور

طبع اول ——— ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ
اکتوبر ۱۹۹۱ء

فون المکتبۃ السّلفیۃ ——— ۲۳۷۱۸۴
فون دارالدعوۃ السّلفیہ ——— ۵۴۴۰۶
فون دفتر "الاعتصام" ——— ۵۴۴۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصدیر

حافظ صلاح الدین یوسف

زیر نظر کتابچہ جناب السید حامد عبدالرحمٰن الکاف (صنعاء، یمن) کے اُن دو فاضلانہ مقالوں پر مشتمل ہے جو اس سے پہلے ہفت روزہ "الاعتصام" میں بالاقساط چھپ چکے ہیں۔ اب فاضل موصوف کی خواہش اور ہدایت پر اُن ہی کے خصوصی تعاون سے ان مقالوں کو کتابی شکل میں شائع کیا جا رہا ہے تاکہ ان کا دائرۂ افادیت وسیع اور ان تک عام لوگوں کی رسائی آسان ہو جائے۔

پہلا مقالہ اُن احادیثِ مزارعت کے مطالعہ و تحقیق پر مشتمل ہے جو کتبِ احادیث میں پائی جاتی ہیں اور جن میں بظاہر کچھ تعارُض سا نظر آتا ہے۔ علمائے کرام نے ان کے درمیان جمع و تطبیق کی کئی صورتیں بیان فرمائی ہیں جن سے بادی النظر میں محسوس ہونے والا یہ تعارُض دور ہو جاتا ہے اور مسئلہ ایک واضح شکل میں سامنے آجاتا ہے۔ تاہم سطح بین قسم کے لوگ پھر بھی بعض دفعہ مجموعہ روایات کو نظر انداز کر دینے کی وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں یا دوسروں کو مغالطے میں ڈالنے کی مذموم سعی کرتے ہیں اور مزارعت کے مطلقاً عدمِ جواز کا فتویٰ دے کر اسے خلافِ اسلام باور کراتے ہیں۔

یہ مقالہ بھی اسی سلسلے کی ایک علمی کاوش ہے جو بالخصوص اہل علم و فکر کے مطالعے کے قابل ہے۔ اس میں فاضل محقق حفظہ اللہ نے صحیح مسلم کی روایات کا جائزہ لے کر ان کے درمیان جمع و تطبیق کی صورت بیان فرمائی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنن نسائی میں بھی مزارعت سے متعلق روایات تفصیل سے آئی ہیں ضرورت ہے کہ فنّ حدیث کے خالص نقطۂ نظر سے ان روایات کی بھی تنقیح و تحقیق کی جائے، جیسا کہ علامہ شیخ احمد شاکر مصری رحمہ اللہ نے ایک مقام پر اس طرف اشارہ فرمایا ہے جس کا ذکر "التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی" (جلد ۲، صفحہ ۱۴۰) میں حضرت الاستاذ المرحوم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف رحمہ اللہ نے کیا ہے۔ اگرچہ نفسِ مسئلہ کا جہاں تک تعلق ہے، اس میں حضرت الاستاذ رحمہ اللہ نے اس مقام پر مختصر اگرچہ بڑی مفید اور ضروری بحث کر دی ہے جس سے روایات کا محمل بخوبی واضح ہو جاتا ہے، تاہم اگر کوئی صاحبِ علم مذکورہ بالا طریقے پر سنن نسائی کی روایات کا بھی جائزہ لے ڈالیں تو ایک مفید علمی خدمت ہو گی۔ واللہ ھو الموفق والمعین۔

علاوہ ازیں مسئلہ زیرِ بحث کی صحیح نوعیت اور متعارض روایات کی جمع و تطبیق پر مبنی تین اور فاضلانہ مضامین "الاعتصام" میں چھپے ہوئے موجود ہیں جو جماعت کے نہایت فاضل اور محقق بزرگوں کے تحریر کردہ ہیں۔ ایک مضمون محدثِ عصر حضرت حافظ محمد صاحب گوندلوی رحمہ اللہ کا، دوسرا مضمون حضرت محدث روپڑی رحمہ اللہ کے تلمیذِ رشید مولانا ابوالسلام محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ سرگودھا کا اور تیسرا مضمون مولانا عبدالغفار حسن صاحب حفظہ اللہ فیصل آباد سابق پروفیسر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ — رکن اسلامی نظریاتی کونسل اور رکن مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی کا ہے۔ یہ مضامین بالترتیب بعنوان "بٹائی پر کاشت کاری کی شرعی حیثیت" (شمارہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۰ء) "مسئلہ مزارعت کی تحقیق" (شمارہ ۲۷ اپریل، ۱۸ مئی ۱۹۸۴ء) اور "رائج زمینداری کا نظام" (شمارہ ۲۸ ستمبر، ۵ اکتوبر، ۱۲ اکتوبر، ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۰ء) الاعتصام میں ملاحظہ فرمائے جا سکتے ہیں۔

۲ - کتابچے میں دوسرا مقالہ "حقوق کے سلسلے میں اسلام کا قاعدۂ کلیہ" کے عنوان سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس مقالے میں شورائی نظام اور عصر حاضر میں اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور مسلمان حکومتوں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ مغربی جمہوریت اور روسی اشتراکیت کے مقابلے میں اسلام کے شورائی نظام کو اپنائیں اور عوام کے حقوق کا صحیح معنوں میں تحفظ کریں۔

فاضل مقالہ نگار کا جذبہ بڑا قابلِ قدر اور خلوص شک وشبہ سے بالا ہے علاوہ ازیں مضمون کے مذکورہ بالا مرکزی نقطے سے بھی ہمیں اتفاق ہے کہ اسلام کے شورائی نظام کی عملی تشکیل اور صورت گری وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ تاہم شورائی نظام کی تفصیلات کے ضمن میں پیش کردہ موصوف کی کئی باتیں محل نظر اور مزید غور وفکر کی متقاضی ہیں۔ ہم اپنا حقِ تنقید محفوظ رکھتے ہوئے یہ مقالہ بھی شائع کر رہے ہیں۔

امید ہے کہ علمی و دینی حلقوں میں یہ دونوں مقالے قدر اور تحسین کی نظروں سے دیکھے جائیں گے اور عوام کی فکری جلا اور ان کی ازدیادِ بصیرت کا باعث ہوں گے۔

صلاح الدین یوسف
رفیق دار الدعوۃ السلفیہ لاہور

محرم الحرام ــــ ۱۴۱۲ھ
جولائی ــــ ۱۹۹۱ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

احادیثِ مزارعت کا ایک مطالعہ

اپریل اور مئی ۱۹۸۲ء کے ترجمان القرآن کی اشاعتوں میں جناب نعیم صدیقی صاحب نے اس موضوع پر مدلل اور سیر حاصل بحث کر کے مزارعت کے جواز کے سلسلے میں خوبصورتی کے ساتھ مواد جمع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اس سلسلے میں انہوں نے بعض اصولی نکات بھی پیدا کیے ہیں جس سے مسئلہ کے مختلف گوشے شریعت کے مجموعی نظام کے بارے میں اچھی طرح اجاگر ہو گئے ہیں۔

اس مضمون میں راقم السطور کا مقصد کسی نئی بات کا اضافہ کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اس التباس کا کھوج لگانا ہے جس سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ مسئلہ گڈمڈ ہو جاتا ہے اور وہ اس سلسلے میں وارد ہونے والی احادیثِ شریفہ کو سمجھنے میں دقت محسوس کر کے ان کی عجیب و غریب تاویلیں کرنے لگتے ہیں۔

ادھر گذشتہ چند ماہ میں مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم اور عنایت سے اس بات کی توفیق عنایت کی کہ میں صحیح مسلم جلد دوم کا بنظرِ غائر مطالعہ کر دوں۔ اور اس کے حاشیوں پر مناسب تبصرے لکھوں۔ اس مطالعہ کی کوشش کے دوران مجھے بھی گو عجب سا لگا، مگر توفیق الٰہی کے شامل حال ہونے کی وجہ سے ساری الجھنیں دور ہو گئیں اور یہ مسئلہ مجھ پہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالك واسئلہ سبحانہ مزیداً من فضلہ وتوفیقہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رجحان" کی مذکورہ بالا اشاعتوں کے پڑھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی مبارک ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے میں نے ارادہ کیا کہ اپنے دینی بھائیوں کے سامنے وہ کچھ رکھ دوں، جو بفضلہ تعالیٰ مجھے حاصل ہوا ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ

بات دراصل یہ ہے کہ زراعتی زمینوں اور بنفسہ زراعت اور اس کی مختلف شکلوں کے بارے میں احادیث نبویہ شریفہ تین مختلف ابواب اور تین عنوانوں کے تحت درج کی گئی ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ باب النہی عن المحاقلۃ والمزابنۃ وعن المخابرۃ وبیع الثمرۃ وقبل بدو صلاحہا وعن بیع المعاومۃ وھو بیع السنین۔

اس باب میں ۲۰ احادیث کا ذکر ہے، جو حدیث رقم ۵۶ سے ۷۲ تک مذکور ہیں۔ یہ احادیث اور دیگر احادیث جن کا ذکر اس مقالہ میں آئے گا صحیح مسلم شرح النووی الجلد الرابع۔ تحقیق و اشراف عبداللہ احمد ابو زینہ، کتاب الشعب، القاہرہ صفحہ ۴۰۔ ۴۲ سے منقول ہیں۔

ان احادیث میں سے حدیث رقم ۵۸ اور حدیث رقم ۶۹ طویل تر اور واضح ترین ہیں اس لیے ہم ان دونوں کو نصاً نقل کر رہے ہیں:

"۵۸۔ حدثنا اسحاق بن ابراھیم الحنظلی اخبرنا مخلد بن یزید الجزری حدثنا ابن جریج اخبرنی عطاء عن جابر بن عبد اللہ انّ رسول اللہ ﷺ نھی عن المخابرۃ والمحاقلۃ والمزابنۃ وعن بیع الثمرۃ حتّٰی تطعم ولا تباع الا بالدراھم والدنانیر الا العرایا۔ قال عطاء فسّر لنا جابرؓ قال: اما المخابرۃ فالارض البیضاء یدفعھا الرجل فینفق فیھا ثم یأخذ من الثمر و زعم انّ المزابنۃ بیع الرطب فی النخل بالتمر کیلا والمحاقلۃ فی الزرع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰی نَحوِ ذٰلِكَ بَیعُ الزَّرعِ القَائِمِ بِالحَبِّ کَیلاً "

" اسحاق بن ابراہیم الحنظلی نے ہم سے کہا کہ ان کو مخلد بن یزید الجزری نے بتایا۔ ابن جریج کے واسطے سے کہ ان کو عطاء نے جابر بن عبداللہ کے ذریعہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مخابرہ، محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا اور اس امر سے بھی منع فرمایا کہ پھلوں کو اس سے پہلے فروخت کیا جائے کہ وہ کھائے جانے کے لائق ہو جائیں اور یہ کہ ان کی فروخت صرف درہم اور دینار کے مقابل ہو سکتی ہے سوائے عرایا کے۔ جابرؓ نے کہا کہ مخابرہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کو خالی زمین حوالے کرے اور وہ اس پر اپنی جیب سے خرچ کرے اور پھر پیداوار میں سے اپنا حصہ حاصل کرے۔ انہوں نے مزابنہ کی یہ تعریف کی کہ ادھ کچے کھجوروں کو درخت ہی پر رہتے ہوئے معین کیلوں (ناپ کا پیمانہ، جو اس وقت رائج تھا) کے مقابل میں فروخت کیا جائے۔ رہا محاقلہ تو زراعت میں یہ اس طرز پر ہے کہ کھڑی فصل کو معیّن کیلوں کے اناج کے مقابل میں بیچا جائے "

۷۹ - "حدثنا اسحاق بن ابراهيم و محمد بن احمد بن ابي خلف كلاهما عن زكرياء، قال ابن ابي خلف حدثنا زكرياء بن عدي اخبرنا عبيدالله عن زيد بن ابي أنيسة حدثنا ابوالوليد المكي (وهو جالس عند عطاء بن ابي رباح) عن جابر بن عبدالله - ان رسول الله ﷺ نهى عن المحاقلة والمزابنة والمخابرة وان تشترى النخل حتى تشقه والاشقاه ان يحمر او يصفر او يوكل منه شئ، والمحاقلة ان يباع الحقل بكيل من الطعام معلوم، والمزابنة ان يباع النخل باوسق من التمر، والمخابرة الثلث والربع واشباه ذلك قال زيد قلت لعطاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن ابی رباح اَسَمِعْتَ جابر بن عبد اللّٰہ یَذْکُرُ ھٰذا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔"

"ہم سے اسحاق بن ابراہیم و محمد بن ابی خلف نے، دونوں ہی نے زکریا کے واسطے سے بیان کیا۔ ابن ابی خلف نے کہا کہ زکریا بن عدی نے بتایا ان کو عبداللہ نے زید بن ابی انیسہ کے ذریعہ بتایا کہ ابوالولید المکی نے کہا، انہوں نے اس حال میں جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی جب کہ وہ عطاء بن ابی رباح کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ مزابنہ اور مخابرہ سے منع فرمایا ہے اور اس بات سے بھی منع کیا ہے کہ کھجوریں سُرخ یا پیلی ہونے یا قابلِ اکل ہونے سے پہلے خریدی جائیں اور محاقلہ یہ ہے کہ کھیت کو (یعنی کھڑی فصل کو) معین اور معلوم اناج کے مقابلے میں خریدا جائے۔ اور مخابرہ (پیداوار) کے تیسرے یا چوتھے حصہ پر زراعت کرنے یا اس سے مشابہ عمل کو کہتے ہیں۔ زید نے کہا کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے جابرؓ کو خود یہ رسول اللہؐ کے واسطے سے کہتے سُنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔"

ان دونوں احادیث پر غور کرنے سے مندرجہ ذیل حقائق ہمارے سامنے آتے ہیں:۔

۱۔ دونوں احادیث عطاء بن ابی رباح نے جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی ہیں۔

۲۔ پہلی حدیث میں عطاء کے والد کا نام مذکور نہیں ہے جبکہ دوسری حدیث میں ان کے والد کا نام صراحتًہ مذکور ہے۔

۳۔ پہلی حدیث میں جابرؓ بن عبداللہ نے از خود محاقلہ وغیرہ کی تعریف بیان کی۔

۴۔ دوسری حدیث میں انہوں نے "اِشتقاہ" کے معنی خود بیان کئے جو پہلی حدیث میں وارد نہیں ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵ - اسی دوسری حدیث میں عطاءؒ نے تاکیداً جابرؓ بن عبداللہ سے دریافت کیا کہ "خود انہوں نے ذاتی طور پر یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو جواباً انہوں نے کہا، "ہاں"۔

۶ - دوسری حدیث میں انہوں نے پہلی حدیث کے اس حصہ کی تفسیر بیان کی جس میں انہوں نے کہا: "ثم یأخذ من الثمر یعنی الثلث والربع" تیسرا حصہ اور چوتھا حصہ!

اس کے علاوہ ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ :-

۱ - مخابرہ میں -

ا - ایک شخص دوسرے شخص کو خالی زمین (یعنی غیر مزروعہ زمین) دیتا ہے جس پر دوسرا شخص یعنی مُخابر یا مزارع اپنی جیب سے خرچ کر کے فصل کا تیسرا یا چوتھائی حصہ زمین کے مالک کو دیتا ہے یا خود لیتا ہے ۔

ب - مخابرہ کا تعلق زمین سے ہے جبکہ مزابنہ پھلوں سے متعلق چیز ہے اور محاقلہ کھڑی فصل کے خرید و فروخت کو کہتے ہیں ۔

ج - مخابرہ ایک لمبا عمل ہے جو زمین کو قابلِ کاشت بنانے سے شروع ہو کر فصل کی کٹائی تک کے سارے مراحل پر مشتمل ہے۔ رہا مزابنہ اور محاقلہ تو یہ دونوں علی الترتیب پھلوں اور کھیتوں کے تیار ہو جانے کے بعد خرید و فروخت کے اعمال ہیں ۔

سب سے زیادہ اہم اور قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ مخابرہ کی اصطلاح ان احادیث میں تقریباً ان ہی معنوں میں استعمال ہوتی ہے جو کراء الارض اور مزارعہ کے معنی ہیں ۔ اور جن کا ذکر ان شاءاللہ ہم اگلی احادیث میں کراء الارض اور مزارعت کے عنوانوں کے تحت کریں گے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ باب کراء الارض

صحیح مسلم میں اس بارے احادیث کا دوسرا مجموعہ "باب کراء الارض" کے تحت آیا ہے۔ اس باب میں کل ۴۳ احادیث ہیں۔ ان پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان احادیث میں مختلف صحابہؓ نے کئی الفاظ کو ایک ہی معنیٰ میں نہ صرف استعمال کیا بلکہ ان کی وضاحت بھی فرما دی خود جابرؓ بن عبداللہ نے اور رافعؓ بن خدیج نے ایک ہی معنیٰ کو ایک سے زائد الفاظ میں بیان کیا ہے جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ نہ تو ان کے استعمال میں خود ان کو کوئی تردد یا شبہ تھا اور نہ سننے والوں کو کوئی غلط فہمی لاحق ہوتی تھی۔ غلط فہمی تو بعد میں صرف ان لوگوں کے ہاں پیدا ہوئی جنہوں نے ان احادیث کا بحیثت الکل و من حیث المجموع بنظر غائر مطالعہ نہیں کیا، ورنہ انکے شکوک و شبہات از خود دور ہو جاتے۔

طوالتِ بیان کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ان احادیث کو نصاً درج کر دیتے، مگر اختصار کی خاطر ہم صرف ان کے نمبروں اور آخری راوی سے پہلے راوی کے نام کا ذکر کر دیں گے تاکہ جن کے پاس صحیح مسلم کا وہ نسخہ نہ ہو جو ہمارے ہاں ہے، وہ بآسانی مقابلہ کر سکیں۔

۱۔ جابرؓ بن عبداللہ

حدیث نمبر۲۷۔ عطاء عن جابر بن عبد اللہ میں "بیع السنین وبیع الثمر حتی یطیب" کے ساتھ "نہی رسول اللہ ﷺ عن کراء الارض" کے الفاظ آتے ہیں جب کہ حدیث رقم ۳، میں جو عطاء عن جابرؓ ہے صرف "نھی عن کراء الارض" کا ذکر آیا ہے۔

پھر حدیث رقم ۶، میں جو عطاء عن جابر بن عبد اللہ ہے "نہی رسول اللہ ﷺ ان یوخذ للارض اجر او حظ" کے الفاظ آتے ہیں پھر حدیث رقم ۷، میں "ولا یؤاجرھا ایاہ" کے کلمات وارد ہوئے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد حدیث ۸۰ میں "ولا یکرھا؟ قال نعم" کے الفاظ سے نہی وارد ہوئی ہے۔

حدیث ۹۷ میں عمرو عن جابر والی حدیث ہے اس میں "نھی عن المخابرۃ" مذکور ہے۔

"ولا تبیعوھا فقلت لسعید ما قولہ ولا تبیعوھا یعنی الکراء؟ قال نعم"۔

یہ حدیث نمبر ۸۰ ہے جو سعید بن ضیاء نے جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔

۸۳ نمبر کے تحت جو حدیث ابو الزبیر المکی نے جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کی ہے، اس میں صراحۃً یہ الفاظ آتے ہیں:۔

سمعت جابر بن عبد اللہ یقول: کُنَّا فِی زمان رسول اللہ ﷺ نَاْخُذُ الارض بالثلث اوالربع بِالْمَاذِیَانَاتِ فقام رسول اللہ ﷺ فی ذلک فقال من کانت لہ اَرْضٌ فَلْیَزْرَعْھَا فَاِنْ لَّمْ یزرعھا فلیمنحھا اخاہ، فان لم یمنحھا اَخَاہُ فلیمسکھا"

"میں نے جابرؓ بن عبداللہ کو کہتے سنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں (زراعت کی خاطر) زمین (مالک زمین سے اس شرط پر) لیتے کہ اس کی فصل کا ایک تہائی یا چوتھائی حصہ جو پانی کی نالیوں پر اُگے ہم لیں گے۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے اظہارِ خیال فرمایا اور کہا کہ جس کسی کے پاس زمین ہو اس کو چاہیئے کہ وہ خود اس کی زراعت کرے اور اگر خود زراعت نہ کرے تو اپنے بھائی کو بطور منحہ (مفت عطیہ) دے دے۔ اور اگر مفت نہ دے تو اسے روک رکھے"[1]

---

[1] اس حدیث کی نظیر حضرت ابو سعید خدریؓ کی وہ روایت بھی ہے جو صحیح مسلم (جلد ۳ صفحہ ۱۳۵ طبع مصر) میں ہے۔
"بینما نحن فی سفر مع النبی ﷺ اذ جاء رجلٌ علیٰ راحلۃٍ لہ قال فجعل یصرف بصرہ یمیناً و شمالاً فقال رسول اللہ ﷺ من کان معہ فضلُ ظھرٍ فلیعُد بہ علی من لا ظھر لہ ومن کان لہ فضلٌ من زادٍ فلیعُد بہ علیٰ من لا زاد لہ، قال فذکر من (باقی نوٹ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث میں "مخابرت" پر زمین دینے یا لینے کی ممانعت کا سبب خود حضرت جابرؓ نے بیان کر دیا ہے۔ اس کا اصلی سبب وہ ظلم تھا جو مزارع پہ ہو رہا تھا۔ بالفاظِ دیگر مالکِ ارض کھیت کے ان شاداب حصوں کا بڑا حصہ لے اڑتا تھا جن پہ پانی کیاریوں میں داخل ہونے سے پہلے آتا ہے جس کی وجہ سے فصل بڑی اچھی ہوتی ہے۔ رہے وہ حصے، جو اندرونی مقامات پہ واقع ہوتے تھے، وہاں اگر پانی پہنچتا بھی تو بہت کم مقدار میں! ہوتا تھا۔ اس سے وہاں کی فصل مقدار میں کم، اور جودت (QUALITY) میں کمزور ہوا کرتی تھی۔

یہ بات خاص طور پر جزیرۃ العرب میں بڑی اہمیّت کی حامل ہے، جہاں پانی بڑی قیمتی اور نایاب شے تھی خصوصاً بارش نہ ہونے یا کم ہونے کے موسموں میں، اس لیے رسولِ حق و عدل ﷺ نے اس سے منع فرمایا تا کہ وہ ظلم ختم ہو جو مزارعین پہ ہو رہا تھا۔

(نوٹ گذشتہ سے پیوستہ)

اَصْنَافَ المَالِ ما ذکر حتی رأینا انه لاحقَّ لِاَحَدٍ مِنَّا فی فَضْلٍ" (صحیح مسلم - کتاب اللقطہ، باب استحباب المؤاساة بفضول المال - رقم الحدیث ۱۷۲۸) "ہم لوگ ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک آدمی اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آیا اور دائیں بائیں نظر پھیرنے لگا (غالباً وہ کوئی ضرورت مند ہو گا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کے پاس زائد سواری ہو، وہ ایسے شخص کو دے دے جس کے پاس کوئی سواری نہ ہو۔ اور جس کے پاس کوئی توشہ ہو، تو وہ ایسے شخص کو دے دے جس کے پاس توشہ نہ ہو۔ آپؐ نے اسی طریقے سے مال کی مختلف قسموں کا ذکر فرمایا، یہاں تک کہ ہم نے یہ خیال کیا کہ جس کے پاس بھی کوئی "زائد" چیز ہے، اس میں اس کا حق نہیں (بلکہ وہ دوسروں کو دے دینی چاہیئے)" ظاہر بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا تعلق اخلاقی ہدایات سے ہے، ضابطے اور قانون سے نہیں ورنہ کسی چیز کا بھی زائد از ضرورت اپنے پاس رکھنے کا جواز نہیں نکل سکتا۔ بالکل یہی انداز آپؐ نے زمین کے بارے میں اختیار فرمایا ہے جس کا مطلب بھی اخلاقی ہدایت اور مواسات اختیار کرنے کی تلقین ہی ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کے باب سے بھی واضح ہے، یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کوئی شخص ... کا مالک ہی نہیں ہو سکتا۔ (ص - ی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نمبر ۸۸ میں یزید بن نعیم نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے مزابنہ اور حقول سے ممانعت کی ہے اور "حقول" کے معنے ہیں کراء الارض۔

قارئین کو یاد ہو گا کہ اس سے پہلے کے باب میں حضرت جابرؓ نے "محاقلۃ" کی ممانعت کی روایت کی ہے مگر وہاں پر مفاعلہ کے وزن پہ ہے، اور یہاں مصدری معنیٰ میں ہے۔ یعنی حقول جس کو انہوں نے کراء الارض تصور کیا ہے یقیناً اس کا مفہوم وہ ہے جو حدیث ۸۲ میں اوپر وضاحت کے ساتھ گزر چکا ہے۔

۲- ابوسعید الخدریؓ

ان کی ایک ہی روایت نمبر ۹۰ کے تحت مذکور ہے، جو ابوسفیان مولیٰ ابی احمد کے ذریعے مروی ہے اور جس میں ان کے تصور کے مطابق "محاقلہ" کے معنیٰ "کراء الارض" ہے۔

میرا اندازہ ہے ——— اور علم قطعی تو صرف عالم الغیب والشہادہ کے پاس ہے ——— کہ اس سے پہلے کی حدیث میں حضرت جابرؓ نے جو "حقول" کا لفظ استعمال کیا، وہ "محاقلہ" کے معنے میں ہی لیا جا سکتا ہے کہ "حقول" اور "محاقلہ" دونوں الفاظ بھی بعض وقت "کراء الارض" کے ہم معنی مستعمل ہوتے رہے ہیں، مگر ان سے مراد کھڑی اور تیار فصل کی خرید و فروخت ہرگز نہیں ہے۔ وہ ایک مستقل بالذات اصطلاح ہے جس کا مدعا سیاق و سباق سے طے کیا جا سکتا ہے۔

۳- رافعؓ بن خدیج

حضرت جابرؓ کی طرح حضرت رافعؓ کی احادیث نے بھی لوگوں کو غلط فہمی کا شکار بنا دیا ہے اور یہ بھی محض ایک آدھ حدیث کو لے اڑنے کی وجہ سے ہے، ورنہ ان حضرات کی دوسری روایات خود پہلی روایات کے صحیح مفہوم کو بلا شک و ریب متعین کر دیتی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت رافعؓ کی پہلی حدیث ۹۵ نمبر والی ہے۔ جو سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے والد کے واسطے سے بیان کی ہے۔ اس کو رافعؓ نے اپنے دو نامعلوم چچاؤں کے واسطے سے جن کو اصحابِ بدر ہونے کا شرف حاصل تھا روایت کیا ہے۔ جس کی رُو سے زمین کو کرائے پر دینے کی ممانعت ہے۔

حدیث ۹۶ میں جس کو سلیمانؒ بن یسار نے رافعؓ کے ذریعے روایت کیا ہے، خود ان کا اپنا یہ قول نقل کیا گیا ہے:۔

"كُنَّا نُحَاقِلُ الْأَرْضَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنُكْرِيْهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى فَجَاءَنَا ذَاتَ يَوْمٍ رَجُلٌ مِنْ عُمُوْمَتِيْ فَقَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ أَنْفَعُ لَنَا نَهَانَا أَنْ نُحَاقِلَ الْأَرْضَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى وَأَمَرَ رَبَّ الْأَرْضِ أَنْ يَزْرَعَهَا أَوْ يُزْرِعَهَا وَكَرِهَ كِرَاءَهَا وَمَا سِوٰى ذَالِكَ"

"ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زمین کی زراعت کا معاملہ محاقلت کی بنیاد پر کیا کرتے تھے۔ اور اس کو تیسرے اور چوتھے حصہ پر کرائے پر دیتے' اور متعین اناج کے مقابلے میں دیتے۔ ایک دن ہمارے چچاؤں میں سے ایک شخص آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے عمل سے منع فرمایا، جو ہمارے لیے زیادہ نفع آور ہے۔ آپ نے اس امر سے منع فرمایا کہ زمین کو تیسرے یا چوتھے حصہ پر کرائے پر اٹھایا جائے اور معین اناج کے مقابلے میں اس کو کرائے پر اٹھایا جائے۔ اور آپؐ نے مالک زمین کو حکم دیا کہ وہ یا تو خود زراعت کرے یا کسی اور سے زراعت کروائے۔ اور اس کو کرائے پر دینے سے کراہت کا اظہار فرمایا۔ اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں سے بھی۔"

حدیث نمبر ۹۷ میں خود رافعؓ نے اپنے اس چچا کا ذکر نام کے ساتھ کیا یعنی ظہیر کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں نُؤَاجِرُھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَی الرَّبِیْعِ اَوِالْاَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ اَوِالشَّعِیْرِ" (حوض یا چھوٹی نہر پہ پیدا ہونیوالی فصل کے مقابل اُجرت پہ اُٹھا دیتے ہیں، یا چند معین وسق تمر کے بدلے دے دیتے ہیں، یا جَو کے بدلے، گویا "علی الربیع" کے لفظ کے ذریعہ تیسرے یا چوتھے حصہ کی تشریح کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں جب حضرت رافعؓ نے حنظلہ بن قیس کے جواب میں کہا (دیکھئے حدیث ۹۸) کہ سونے یا چاندی کے مقابلے میں دینے میں کوئی حرج نہیں ہے تو بات کھل کر سامنے آگئی۔

اس کی مزید وضاحت حدیث نمبر ۹۹ میں موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"اِنَّمَا کَانَ النَّاسُ یُؤَاجِرُوْنَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمَاذِیَانَاتِ وَاِقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَاَشْیَاءَ مِنَ الزَّرْعِ فَیَھْلِکُ ھٰذَا وَیَسْلَمُ ھٰذَا وَیَسْلَمُ ھٰذَا وَیَھْلِکُ ھٰذَا فَلَمْ یَکُنْ لِلنَّاسِ کِرَاءٌ اِلَّا ھٰذَا فَلِذٰلِکَ زَجَرَعَنْہُ، فَاَمَّا شَیْئٌ مَعْلُوْمٌ مَضْمُوْنٌ فَلَا بَأْسَ بِہٖ"

"رسول اللہ ﷺ کے عہد میں لوگ پانی کی گزرگاہوں اور نہروں پر یا ان کے اطراف یا قریب پیدا ہونے والی فصل کے مقابلے میں زمین کرائے پہ دیا کرتے تھے" اور فصل میں بھی کچھ چیزیں ہوا کرتی تھیں، پھر یہ برباد ہوجاتا اور وہ بچ جاتا یا یہ بچ جاتا اور وہ حصہ برباد ہوجاتا۔ اور اس کے ماسوا لوگوں کے ہاں کرائے کا کوئی اور تصور نہیں تھا اس سے آپؐ نے سختی سے منع کیا۔ رہی یہ بات کہ معین اور معلوم اور مضمون چیز کے مقابلے میں کرائے پہ دیا جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

یہ حدیث ہر پہلو سے اتنی واضح ہے کہ اس میں ممانعت کے اسباب ہر عقلِ سلیم رکھنے والے پہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہوجاتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ ثابت بن الضحاک

ان سے دو حدیثیں (نمبر ۱۰۱ اور نمبر ۱۰۲) عبداللہ بن معقل نے روایت کی ہیں۔ پہلی حدیث میں صرف مزارعت سے ممانعت وارد ہوئی ہے جب کہ دوسری حدیث میں۔ جہاں مزارعت سے ممانعت ہے وہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اجرت پر اٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔

میرا گمان یہ ہے کہ یہاں ثابت نے مزارعت کو محاقلت یا کراء الارض کے معنی میں لیا ہے کیونکہ معین مقدار میں سونے چاندی کے مقابلے میں کرائے پر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۔ ابن عباسؓ

ابن عباسؓ سے دو حدیثیں (۱۰۳ – ۱۰۴) مروی ہیں۔ دوسری حدیث پہلی کی شرح کرتی ہے۔ اور بتاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معین مقدار میں فصل کا حصہ حاصل کرنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ یوں فرمایا کہ معین مقدار میں پیداوار لینے سے بہتر یہ ہے کہ اپنے بھائی کو بطور منحہ (مفت) دیدے۔

معین مقدار میں پیداوار لینے کو ابن عباسؓ نے "محاقلہ" کہا ہے جو انصار کی زبان میں "حقل" کہلاتا ہے (حدیث رقم ۱۰۵)

یہاں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ جس چیز کو ابنِ عباسؓ نے جائز قرار دیا اور اس کے لیے "محاقلہ" کا لفظ استعمال کیا، کیا یہ وہی ہے جس کی تفصیل جابرؓ بن عبداللہ اور رافعؓ بن خدیج نے بیان کی ہے؟ اور جس کو رسول اللہؐ نے ظلم اور جہل کی بنیاد اور اس سے پیدا ہونے والے اختلافات کی بناء پر ناجائز قرار دیا؟ میں نہیں سمجھتا کہ یہ فرض کر لینا درست ہے۔ اس کے بعد لامحالہ ایک ہی راہ رہ جاتی ہے اور وہ یہ کہ "محاقلہ" کو اس مزارعت کے معنی میں لیا جائے جس میں نہ ظلم ہو اور نہ جہل بلکہ جو عدل پر مبنی ہو۔ جیسا کہ خود رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے اہلِ خیبر کے ساتھ کیا، جو ہمارے اگلے اور آخری عنوان کا موضوع ہے۔

۳۔ مزارعت اور مساقاۃ

اس باب میں کُل چھ احادیث ہیں، جو سب کی سب نافعؒ کے واسطے سے عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہیں سوائے ایک حدیث (رقم ۵) کے، جو عبداللہ بن عمرؓ نے سیدنا عمرؓ بن خطاب سے روایت کی ہے۔ اور جس میں نافعؒ بطور واسطہ موجود ہیں۔

ان میں سے حدیث رقم (۴) سب سے زیادہ جامع ہے، جس کا متن یہ ہے:

"عن عبد الله بن عمر عن رسول الله ﷺ انه دفع الى يهود خيبر نخل خيبر وارضها على ان يعتملوها من اموالهم ولرسول الله ﷺ شطر ثمرها"

"عبداللہ بن عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے خیبر کے یہودیوں کے حوالے خیبر کے کھجور کے درخت اور اسکی زمین اس شرط پر کی کہ وہ ان میں زراعتی اعمال اپنے پیسے کے ذریعے جاری رکھیں گے، اور اس کے مقابلے میں رسول اللہ ﷺ کو ان کا آدھا پھل، یا فصل لینے کا حق حاصل ہوگا۔"

امام نوویؒ نے اپنی شرح مسلم میں "على ان يعتملوها من اموالهم" کے یہ معنیٰ بیان کئے ہیں:

قوله: بيان لوظيفة عامل المساقاة[1] وهو ان عليه كل ما يحتاج اليه في اصلاح الثمر واستزادته مما يتكرر كل سنة كالسقي وتنقية الانهار واصلاح منابت الشجر وتلقيحه وتنحية الحشائش والقضبان عنه وحفظ

---

[1] مزارعت و مساقاۃ کو امام نوویؒ نے ایک ہی معنیٰ میں استعمال کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الثمر وجذاذها ونحو ذلك واما ما يقصد به حفظ الاصل ولا يتكرر كل سنة كبناء الحيطان وحفر الانهار فعلى المالك. والله اعلم"

"حدیث کے ان الفاظ میں کاشت کاری کا بیان ہے یعنی یہ کہ اس کے ذمہ وہ سب کچھ ہے جو پھل کی اصلاح اور اس کی ترقی سے متعلق ہے اور جو ہر سال عود کر آتا ہے۔ جیسے کہ پانی دینا اور نہروں کو صاف کرنا اور درخت کے اُگنے کی جگہ کی اصلاح اور ان مقامات سے گھاس اور جھاڑیوں کو صاف کرنا اور پھل کی حفاظت اور ان کا چننا اور اسی قبیل کے دوسرے کام۔ رہے وہ کام جن کا تعلق خود اصل (زمین یا درخت وغیرہ) کی حفاظت سے ہے، اور جو ہر سال وقوع پذیر نہیں ہوتے۔ جیسا کہ باغ کے اطراف دیواروں کا بنانا اور کنوئیں یا نہریں کھودنا، تو یہ مالک کی ذمہ داری ہے۔ واللہ اعلم"

حاصل یہ ہے کہ مزارع (کاشت کار) کے اپنی طرف سے کچھ نہ کچھ مال خرچ کرنے کی شرط ہی نے جاہلی دور کے معروف مخابرہ کے مظالم کا خاتمہ کر دیا ہے۔ مزارعت کی خیبر والی صورت میں نہایت عادلانہ طریقہ زراعت بتا دیا گیا ہے جیسا کہ "مضاربت" سودی قرض پہ کی جانے والی تجارت کے مقابلے میں نہایت درجہ عادلانہ طریقہ تجارت ہے۔ ان سے نہ تو صاحب مال پہ ظلم ہوتا ہے اور نہ کام کرنے والوں پہ مظالم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ عدل کے تقاضوں کا پورا پورا لحاظ کرتے ہوئے دونوں کے حقوق اور واجبات کو واضح کر دیا گیا ہے۔ رہا نفع، تو وہ غیر متعین ہے جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ اس میں دونوں معروف اور متفق علیہ نسبتوں سے شریک ہوتے ہیں نقصان کی حالت میں جہاں مالکِ زمین کو کچھ نہیں ملتا وہاں مزارع کی محنت اور بیج ضائع ہو جاتے ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ اس طرح نقصان کی حالت میں OFFSETTING PROCESS.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعہ عدل کو قائم کیا گیا ہے۔اسی حقیقت کی امام ابن قیمؒ نے اپنی کتاب "اعلام الموقعین" جلد اول صفحہ ۳۲۲ - ۳۷۴ پر امام ابن تیمیہؒ کے رسالہ سے وضاحت فرمائی ہے۔جس کے متعلقہ حصوں کی تلخیص یہاں دی جاتی ہے۔کیونکہ ایک طویل مبحث کے درمیان میں مزارعت کا مبحث آگیا ہے۔

"یہ بات ناجائز ہے کہ مالک زمین اور کاشت کار کوئی بھی مقررہ اور معینہ منافع اپنے لیے خاص کرے۔کیونکہ یہ امر ان کو اس عدل سے خارج کر دیتا ہے جو شرکت میں واجب ہے۔یہی وہ چیز ہے جس کی ممانعت رسول اللہ ﷺ نے مزارعت کی بعض قسموں کے سلسلے میں کی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس بات کی شرط کرتے تھے کہ مالک زمین کے لیے خاص قطعۂ ارض کی پیداوار ہوگی جو پانی کے حوض کے اطراف یا نالیوں کے قرب وجوار میں ہوا کرتی تھی، یا اس قسم کی اور شرطیں۔ان وجوہ کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔"

"اگر ربح کو صرف ایک شریک کے ساتھ خاص کر دیا جائے تو یہ عدل نہیں ہوگا۔اس کے برخلاف اگر دونوں کو حصہ رسدی منافع ملا کرے تو وہ نفع اور نقصان میں شریک رہیں گے۔اگر نفع ہو تو بھی شریک اور اگر نقصان ہو تو بھی شریک۔ہاں حالتِ نقصان میں اس کی (یعنی عامل کی) محنت گئی جب کہ صاحب مال کا فائدہ معدوم ہوگیا۔اسی لیے (مضاربت کی صورت میں) مار مال پر پڑتی ہے کیونکہ اس میں (یعنی مال میں) کمی مال کے نفع کے مقابلے میں واقع ہوتی ہے۔" جس نے بھی مسئلہ مزارعت پر غور کرنے کا حق ادا کیا ہوگا اس کو معلوم ہے کہ وہ ظلم اور دھوکے سے بہت دور ہے۔"

اسلام کے تصورِ انصاف سے ہم آج کل کے معاملات کو کتاب اللہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سُنّتِ رسُول ﷺ کی کسوٹی پر پرکھ کر عدل اور ظلم کے عناصر اور ان کی بنیادوں کو الگ الگ کر سکتے ہیں تاکہ موجودہ شکلوں کو انصافِ خالص کی بنیاد پر پھر سے استوار کیا جا سکے یا پھر نئی شکلیں تجویز کی جا سکیں، جو عدلِ خالص کا نمونہ ہوں۔

ضرورت اس بات کی ہے اور وقت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ لوگ جو اس دین کو اور اس کے احکام کو اور اس کی شریعت کو زندہ جاوید اور ہر میدانِ حیات میں چلتا پھرتا اور متحرک دیکھنا چاہتے ہیں آگے بڑھیں اور قرآن کریم اور سُنّتِ نبوی ﷺ میں ایسی بصیرت حاصل کریں کہ عدلِ الٰہی ان کے فکر و نظر کا جزوِ لاینفک بن جائے اور وہ جدید نئی پیچیدہ زندگی اور اس کے مسائل کو پُوری بصیرت کے ساتھ سُلجھا سکیں۔ یہی حقیقی راہِ عمل ہے اور یہی عُلُومِ اسلامیہ کی تدوینِ جدید کی بنیاد ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین

(ہفت روزہ "الاعتصام" اگست ۱۹۸۲ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

—۲—

حقوق کے سلسلے میں اسلام کا قاعدہ کُلّیہ

حقوق کے بارے میں افراط و تفریط

عنوان میں حقوق کے پہلو بہ پہلو واجبات کا لفظ نہ پاکر قارئین کو شاید تعجب ہی نہیں، صدمہ بھی ہو، مگر یہ حذف قصداً ہوا ہے۔ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیوں؟

انسانی تاریخ میں خواہ وہ افراد کے درمیان پائے جانے والے تعلقات کی تاریخ ہو، یا خاندانوں کے درمیان موجودہ روابط کا تذکرہ ہو، یا ایک ہی خاندان یا معاشرہ کے افراد کے باہمی تعلقات کا پس منظر ہو، یا قوموں کے درمیان تعلقات کا میدان ہو، ہم ان سب میں یہ امر مشترک پاتے ہیں کہ فرد نے فرد پر، خاندان نے خاندان پر، معاشروں نے معاشروں پر اور قوموں نے قوموں اور افراد پر جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ہیں، وہ حقوق کے غلط اور حد سے گزرے ہوئے تصوّر کا براہِ راست نتیجہ ہیں انہوں نے جب بھی ستم ڈھایا تو اس کے جواز میں حقوق کی ایک لمبی فہرست بھی گوش گزار کر دی۔ ماں نے بیٹی کو کسی حق سے محروم کرنے کا تہیّہ کیا تو ساتھ ہی ساتھ احتجاج کا خیال کرتے ہوئے مامتا اور ماں کے حقوق کا سہارا لیا۔ بیٹا جب باپ کے ناروا طرزِ عمل سے لب کشا ہوا تو اس کو باپ کے مرتبہ اور حقوق کی دُہائی سنائی گئی۔ عورت کو جب جانور کے درجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر دھکیلا گیا تو شوہر کی قدسیت کے وعظ بیان کیے گئے۔ حاکم نے رعایا کو بیلوں اور بکریوں کا ریوڑ گردانا تو حاکمیت کے خود ساختہ حقوق کی آڑ لی گئی۔ طاقتور قومیں جب کمزور قوموں کو ہڑپ کر جاتی ہیں اور ان کے خلاف جب غم وغصہ کی لہر دوڑ جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں حقوق کے ناتے وہ یہ اقدام کرنے میں حق بجانب تھے۔

اس تمام خرابی کا سبب یہ ہے کہ اس لامتناہی کش مکش میں ہر ایک کو جب وہ طاقتور رہنا یا ہونا چاہتا ہے یا قوت پکڑتا ہے، اپنے حقوق بخوبی یاد ہوتے ہیں اور وہ ان کے دماغی دلائل سے بھی اچھی طرح مسلح ہوتا ہے مگر فریق ثانی کے حقوق اور اپنے واجبات سے وہ یک دم آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ لے دے کے اس کو صرف اپنے حقوق اور اپنے مخالف کے واجبات یاد رہتے ہیں۔

انسانیت ہمیشہ سے اس افراط وتفریط کا شکار رہی ہے اور حقوق و واجبات کے درمیان عادلانہ خطِ فاصل کھینچنے میں ناکام رہی ہے۔ فطری نتیجہ کے طور پر کش مکش اور رسہ کشی اس کی طویل تاریخ کا جزءِ لاینفک بن کر رہ گئی ہے۔ اس سے مستثنیٰ تاریخِ انسانی کے صرف وہ اَدوار رہے ہیں، جن میں ہدایتِ الٰہی کے تحت اور انبیاء کرام علیہم السلام کی زیر قیادت یا ان کے مخلص ساتھیوں کے زیرِ سایہ زندگی بسر کرنے کا موقع ملا۔ یہی انسانیت کی تاریخ کے حسین ترین زمانے تھے اور شاہراہِ تاریخ پر رہنمائی کے مینار تھے جو اب بھی اپنے انوار سے بے چین اور مضطرب انسانیت کو جادۂ نجات دکھا رہے ہیں۔

اُمتِ مسلمہ اس اعتبار سے بڑی خوش نصیب ہے کہ کتاب اللہ، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عہدِ خلفاء راشدینؓ کی شکل میں اس کے سامنے ایک مثالی دور، مثالی معاشرہ اور مثالی ملت تھی۔ وہ جس وقت چاہے اس شاہراہ پر ان میناروں کی روشنی میں گامزن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتی ہے۔

قرآن کریم کا اندازِ استدلال

انسان بڑا خود غرض واقع ہوا ہے۔ وہ صرف اسی چیز کو حقیقت تسلیم کرتا ہے جس کے کڑوے گھونٹ اس نے خود حلق سے اتارے ہوں۔ اپنی تکلیف اور ناگواری تو یاد رکھتا ہے مگر دوسروں کے مصائب کا اس کو ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔

بنی نوعِ انسان کی اس بنیادی کمزوری کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جب بھی قرآن کریم ایسی باتوں کا حکم دینا چاہتا ہے جو بکثرت وقوع پذیر ہوتی ہیں اور جن میں انسان کی خود غرضی اور نفس پرستی کو دخل ہوتا ہے، تو وہ بڑے لطیف اور حکیمانہ انداز میں خود اس کے ان ناپسندیدہ اطوار کو ترک کرنے اور اچھی اور نیک باتوں کو سکھانے اور اس کے دل میں اتارنے کا وسیلہ بناتا ہے

اولاد سے محبت انسان کی فطرت میں داخل ہے مگر اتباعِ ہوا میں دیوانہ ہو کر انسان اس کے فطری اور جائز حدود سے تجاوز کر جاتا ہے اور اس کے عیش و عشرت اور مستقبل کو حسین تر بنانے کے لیے گوناں گوں طریقے استعمال کرتا ہے حتیٰ کہ اس کو خود دنیا اور آخرت میں اپنی عافیت تک کا ہوش نہیں رہتا۔

یتیموں اور معاشرہ کے دوسرے کمزور افراد کے حقوق کی حفاظت کرتے اور ان کی کما حقہٗ ادائیگی کرنے کے جذبے کو مستحکم کرنے کے لیے قرآنِ کریم نے انسان کی اس دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور یتیموں کے حقوق کے سلسلے میں ایک مثال ایسی پیش کی جس پر غور کرنے اور اس کو تصوّر میں لانے سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کیونکہ اس کو اپنے بچوں کی وہی حالت نظر آتی ہے جو دوسرے یتیموں کی ہے۔ وہ خوف سے کانپ اٹھتا ہے اور اس کا جذبۂ پدری جاگ اٹھتا ہے اور وہ خود دیگر یتیموں کو اپنی اولاد سمجھتے پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجبور ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کے لیے اس کے علاوہ کوئی اور راہ باقی نہیں رہتی کہ وہ ان کو وہی کچھ دے جو حقیقتاً اُن کو دیا جانا چاہیئے اور ان سے وہ کچھ لے جو ان سے حق کی بنیاد پر لیا جانا چاہیئے۔

اس نفسیاتی پس منظر میں سورۃ النساء کی ان آیات پر غور کیجیئے کہ کس طرح کمزوروں کے حقوق کی پاسداری کی گئی اور ان کو ادا کرنے کے لیے کتنا مناسب اور دل نشین اسلوب اختیار کیا گیا ہے:۔

"وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا"۔ (النساء: ۸ - ۱۰)

اور جب تقسیم کے وقت کنبہ کے لوگ اور یتیم اور مسکین آئیں تو اس مال میں سے ان کو کچھ دو اور ان کے ساتھ اچھے انداز میں بات چیت کرو۔ چاہیئے کہ لوگ اس بات کا تصوّر کر کے خوف کھائیں کہ اگر وہ اپنے پیچھے بے بس اولاد چھوڑتے تو موت کے وقت انہیں اپنے بچوں کے حق میں کیسے کچھ اندیشے لاحق ہوتے۔ پس چاہیئے کہ وہ خدا کا خوف کریں اور راستی کی بات کریں جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کے مال کھاتے ہیں، درحقیقت وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور وہ ضرور جہنم کی آگ میں جھونکے جائیں گے"۔

ان آیاتِ کریمہ میں آگے اور پیچھے یتیموں، کمزوروں اور ناداروں کے حقوق کا ذکر ہے۔ درمیان میں ایک حقیقت سے قریب تر مثال کو بیان کر کے ان پر ایک طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو خوفِ خدا طاری کیا اور دوسری طرف ان کے جذبۂ پدری کو ابھارا تاکہ وہ رحم و کرم کا مجسمہ بن کر سیدھی طرح حق کی بات منہ سے نکالیں اور عملاً راہِ حق پر گامزن ہوں۔

اب یہ حقیقت تو سب ہی کو معلوم ہے کہ انسان اپنی موت کا تصوّر کر کے اور اپنے چھوٹے چھوٹے بے بس اور لاچار بچوں کو دیکھ کر ہمیشہ ایک نفسیاتی خوف کا شکار ہوتا رہتا ہے۔ اس ہر روز کے تجربے اور نفسیاتی چبھن کو ملحوظ رکھ کر قرآن نے اس کو یتیموں اور کمزوروں کے حقوق کا پاسبان بنانے کا کام لیا۔

اس کی دوسری اور برمحل تمثیل وہ ہے جس میں قرآنِ مجید نے اس انسانی کمزوری کو سامانِ عبرت بنا کر پیش کیا۔ اور اس سے اخلاق کی اصلاح کا کام لیا۔ سورۃ البقرۃ میں انفاق فی سبیل اللہ پر جذبات کو ابھارتے ہوئے سیاق و سباق کے درمیان نہایت حسین اور مؤثر انداز میں انسان کی اس کمزوری کو بے نقاب کر کے اس کو ظاہر داری اور ریاکاری کے مہلک اثرات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ عین وقت ضرورت دکھاوے کیلئے خرچ کیے ہوئے مال سرابِ صحرا ثابت ہوتے ہیں اور وہی مال کام آتے ہیں جو خالصۃً لوجہ اللہ خرچ کیے گئے ہوں:۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ؁ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○ (البقرۃ:۲۶۵ تا ۲۶۷)

"اور جو لوگ اپنے مال محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے دل کے پورے ثبات وقرار کے ساتھ خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی سطح مرتفع پر ایک باغ ہو۔ اگر زور کی بارش ہو جائے تو دوگنا پھل لائے اور اگر زور کی بارش نہ بھی ہو تو ایک ہلکی پھوار ہی اس کے لیے کافی ہو جائے تم جو بھی کرتے ہو سب اللہ کی نظر میں ہے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس ایک ہرا باغ ہو، نہروں سے سیراب، کھجوروں اور انگوروں اور ہر قسم کے پھلوں سے لدا ہوا اور وہ عین اس وقت ایک تیز بگولے کی زد میں آکر جھلس جائے جب کہ وہ خود بوڑھا ہو اور اس کے کم سن بچے بھی کسی لائق نہ ہوں۔ اس طرح اللہ اپنی باتیں تمہارے سامنے بیان کرتا ہے شاید کہ تم غور وفکر کرو۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے، اس میں سے بہترین حصہ راہِ خدا میں خرچ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی راہ میں دینے کے لیے بری سے بری چیز چھانٹنے کی کوشش کرنے لگو۔ حالانکہ اگر کوئی تمہیں وہی چیز دے تو تم اسے لینا ہرگز گوارا نہ کروگے۔ اِلّا یہ کہ اس کو قبول کرنے میں تم اغماض کرو۔ تمہیں جان لینا چاہیئے کہ اللہ کریم بے نیاز ہے اور بہترین صفات سے متصف ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھا آپ نے کہ کس طرح قرآن نے بڑھاپے کی لاچاری اور کم سن بچوں کی بے چارگی کو مجسم کرکے انفاق کو صرف رضا جوئی رب کے لیے خاص کرنے کا ڈھنگ اختیار کیا تاکہ آخرت میں مایوسی اور ناکامی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

مندرجہ بالا دو تمثیلوں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ قرآن مجید کمزوروں اور لاچاروں اور ناداروں کی کس مپرسی اور بدحالی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کی دستگیری کرنے اور ان کو سہارا بہم پہنچانے پر بہت زور دیتا ہے اور اس بات کا بڑا اہتمام کرتا ہے۔

یہ بات صرف تمثیلوں کے بیان کرنے کی حد تک نہیں ہے بلکہ آپ دیکھنے کی کوشش کریں تو نظر آئے گا کہ صریح احکام صادر کرتے ہوئے بھی قرآن کریم نے یہی اسلوب اختیار کیا ہے۔

چنانچہ سورۃ النساء کی پہلی ہی آیات میں وحدت خالق اور وحدت انسان کی دو بڑی بڑی حقیقتوں کو واشگاف الفاظ میں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نگران ہونے کا اعلان فرمایا تاکہ انسان کو یقین ہو جائے کہ صلہ رحمی اور قطع رحم کے سلسلے میں ایک دن ان کا حساب کتاب دینا ہے پھر فوراً بعد یتامیٰ اور دوسرے کمزور افراد معاشرہ کے حقوق بیان کئے اور طاقتور (یعنی سرپرست) کے واجبات کھول کھول کر ذکر کیے اور خود اس کے حقوق اس طرح واضح کیے۔ اس میں احتیاط کا پہلو غالب رکھا۔ ان حقائق کو ذہنوں میں راسخ کرنے کے لیے وہ تمثیل بھی وارد ہوئی جس کا حوالہ اُوپر گزر چکا ہے۔

اسی طرح سورۃ الاسراء میں توحید کی دین میں مرکزی اہمیت اور اس کے منفرد مقام کو بیان کرنے کے معاً بعد فرمایا کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔ پھر فرمایا کہ تمہارا لوٹنا بہرحال میری طرف ہے جہاں تم سے اس شاکرانہ عمل کے بارے میں حساب کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا، شاکر کو اس کے شکر کا اور کافر کو اس کفرانِ نعمت کا پُورا پُورا اور بے لاگ بدلہ دیا جائیگا

ان تمہیدی آیات کے بعد بڑھاپے میں ماں باپ کے ساتھ سلوک اور اس کے آداب کا ذکر فرمایا اور تلقین فرمائی :۔

"کہو اے میرے رب! ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے میری صغر سنی میں میری پرورش کی" بالفاظ دیگر یوں فرمایا کہ جو آداب سلوک تم کو بتائے گئے ہیں، وہ محض ایک قرض کی حیثیت رکھتے ہیں جس کا چکانا اپنے خالق کے حقوق کے بعد تمہاری سب سے زیادہ مقدس اور اہم ذمہ داری ہے یعنی ان کی کمزوری اور لاچاری کا اس طرح خیال کرو جیسا کہ اس وقت انہوں نے تمہارا خیال کیا، تمہارے لیے دن کو دن اور رات کو رات نہ جانا، تمہارے آرام کے لیے اپنی راحت کو تج دیا، خود بیمار ہونا گوارا کیا، مگر تمہاری صحت کی خاطر ہر قسم کے پاپڑ بیلے۔ اپنے تئیں بھوکے رہنا برداشت کیا تاکہ تم کو بروقت اور اچھی سے اچھی غذا مہیا ہو سکے۔

غور کریں تو پتہ چلے گا کہ یہاں بھی پہلی دو تمثیلوں کی طرح اولاد کو ماں باپ کی کمزوری کا احساس اس طرح دلایا گیا جیسا کہ وہاں والدین کو ان کی اپنی موت اور اپنے بڑھاپے کا حوالہ دے کر یتیموں کے حقوق کی یاد دہانی کی گئی اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی۔

ان مثالوں سے یہ بات نہایت واضح انداز میں ثابت ہو جاتی ہے کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ ہر طاقتور اپنے آپ کو کمزوروں کے مقام پر رکھ کر غور کرے کہ اگر خدانخواستہ وہ خود اس جگہ پہنچ جائے یا اس کے لخت جگر اس مقام پر اپنے آپ کو پائیں، جہاں اس وقت کمزور لوگ ہیں، تو وہ اپنے لیے یا اپنے لاچار بچوں کے لیے کیا کچھ طلب کر سکتا ہے؟ اس کے بعد ~~اسلام~~ اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ عدلیہ کی مکمل آزادی اور غیر جانبداری۔

پہلی خصوصیت سے خلیفہ کو اس تصور سے روک دیا کہ ملک اس کی اپنی ذاتی جاگیر ہے جس پر وہ جس طرح چاہے حکومت کر سکتا ہے بلکہ اس بات کا اندیشہ رہتا تھا کہ اگر اس نے اپنی خود غرضی اور نا اہلی کا ثبوت دیا تو عین ممکن ہے کہ جن لوگوں نے اس کو پورے حسن ظن سے سب سے بہتر شخص تصور کر کے منتخب کیا ہے، وہی لوگ اس کو معزول کر دیں گے۔ گویا عزل ونصب کی آزادی سب سے بڑی بریک کا کام کرتی تھی اور خلیفہ کو اس بات پہ مجبور کرتی تھی کہ وہ حدود اللہ سے باہر نکلنے کی جرأت نہ کرے۔

دوسری خصوصیت ہر ہر فرد کو یہ اطمینان دلاتی تھی کہ حقوق — دستوری، قانونی، مالی، فوجداری اور دیگر حقوق — کے حاصل کرنے اور ان کو عملی جامہ پہنانے کا آسان ترین راستہ کھلا ہوا ہے۔ اس امر کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ طاقت اور قوت سے کام لے اور اپنی بات تلوار کے زور سے منوائے۔ یہ گویا "قانون کی حکومت" تھی اور اس کی عملی تصویر تھی جس کے ہوتے ہوئے تلوار کا نیام سے نکلنا بالکل بے معنی بات تھی۔

یہیں سے اسلامی تاریخ کی وہ گتھی چشم زدن میں کھل جاتی ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ تلواریں نیام سے صرف اس وقت نکلیں، جب خلافت کے شورائی نظام کو عزل ونصب کے حق سے محروم کر کے بے جان بنانے کی کوشش کی گئی۔ اس وقت سے آج تک یہ نامبارک اور تباہ کن سلسلہ جاری ہے اور شاید اُس وقت جاری رہے گا، جب تک مذکورہ بالا دو اساسی شرطوں کو پوری دیانت داری اور انصاف اور خوفِ خدا اور آخرت کی جوابدہی کے تصورات پر مستحکم انداز میں پورا نہ کیا جائے۔

جو لوگ اس امت کی فلاح وبہبود اور خیر وصلاح کے دعویدار رہیں، ان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- عدلیہ کی مکمل آزادی اور غیر جانبداری۔

پہلی خصوصیت سے خلیفہ کو اس تصور سے روک دیا کہ ملک اس کی اپنی ذاتی جاگیر ہے جس پر وہ جس طرح چاہے حکومت کر سکتا ہے بلکہ اس بات کا اندیشہ رہتا تھا کہ اگر اس نے اپنی خود غرضی اور نا اہلی کا ثبوت دیا تو عین ممکن ہے کہ جن لوگوں نے اس کو پورے حسن ظن سے سب سے بہتر شخص تصور کر کے منتخب کیا ہے، وہی لوگ اس کو معزول کر دیں گے۔ گویا عزل و نصب کی آزادی سب سے بڑی بریک کا کام کرتی تھی اور خلیفہ کو اس بات پہ مجبور کرتی تھی کہ وہ حدود اللہ سے باہر نکلنے کی جرأت نہ کرے۔

دوسری خصوصیت ہر ہر فرد کو یہ اطمینان دلاتی تھی کہ حقوق ــــ دستوری، قانونی، مالی، فوجداری اور دیگر حقوق ــــ کے حاصل کرنے اور ان کو عملی جامہ پہنانے کا آسان ترین راستہ کھلا ہوا ہے۔ اس امر کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ طاقت اور قوت سے کام لے اور اپنی بات تلوار کے زور سے منوائے۔ یہ گویا "قانون کی حکومت" تھی اور اس کی عملی تصویر تھی جس کے ہوتے ہوئے تلوار کا نیام سے نکلنا بالکل بے معنی بات تھی۔

یہیں سے اسلامی تاریخ کی وہ گتھی چشم زدن میں کھل جاتی ہے اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ تلواریں نیام سے صرف اس وقت نکلیں، جب خلافت کے شورائی نظام کو عزل و نصب کے حق سے محروم کر کے بے جان بنانے کی کوشش کی گئی۔

اس وقت سے آج تک یہ نامبارک اور تباہ کن سلسلہ جاری ہے اور شاید اُس وقت جاری رہے گا، جب تک مذکورہ بالا دو اساسی شرطوں کو پوری دیانت داری اور انصاف اور خوفِ خدا اور آخرت کی جوابدہی کے تصورات پر مستحکم انداز میں پورا نہ کیا جائے۔

جو لوگ اس امت کی فلاح و بہبود اور خیر و صلاح کے دعویدار ہیں، ان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلی کام اور حقیقی فریضہ یہ ہے کہ وہ ان دو ناگزیر اور اساسی شرطوں پر خود عمل پیرا ہوں۔ اور دوسروں کو بھی اس پر کاربند ہونے کی مخلصانہ اور بے غرضانہ دعوت دیں۔

اس کا نہایت آسان اور کامیاب طریقہ موجودہ دور میں یہ ہے کہ اسلامی دستور کی بنیاد پر منتخب حکومتیں اہلِ شوریٰ کی آزادانہ رائے سے قائم کی جائیں۔ جن کا مطمح نظر اور اولین ہدف یہ ہو کہ اس اعلیٰ ترین مقصد کو حاصل کیا جائے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات میں فرمایا ہے۔

اسلام ہر چیز اور عمل میں عدل کا خواہاں ہے

سورۃ الحدید میں نہایت واشگاف الفاظ میں رسولوں کو بھیجنے اور کتابوں کو نازل کرنے کا سبب یوں بیان فرمایا ہے۔

"لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ" (الحدید: ۲۵) "بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ عدل پر قائم ہوں"۔

اسی طرح سورۃ الشوریٰ میں فرمایا:۔

"اللَّهُ الَّذِي أَنزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ" (الشوریٰ: ۱۷) "اللہ ہی ہے جس نے اتاری ہے کتاب حق کے ساتھ اور (جو فیصلہ کرنے کیلئے) میزان ہے"۔

سورہ الرحمان میں ارشاد ہوتا ہے:۔

"وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ" (الرحمٰن: ۷) "اس نے آسمان کو بلند کیا اور میزان (عدل) کو قائم کیا"۔

محض اسی پر اکتفاء نہیں فرمایا، بلکہ مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں سے لین دین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تولنے میں عدل کا عنصر ہمیشہ برقرار رکھا، تاکہ عالمِ اقدار (عقائد و افکار جن کی طرف اوپر کی آیتوں میں اشارات کیے گئے ہیں) کے ساتھ ساتھ عالمِ محسوسات میں بھی میزان اپنا کام کر کے فریقین (لینے اور دینے والے) کے درمیان "حق" یعنی انصاف کو قائم کر دے جس پر زمین و آسمان اور کائنات کی ہر چیز قائم ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا: "وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ" (الانعام: ۱۵۲) "ناپ اور تول کو عدل کے ساتھ پورا کرو۔"

"وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ" (الرحمٰن: ۹) "وزن کو عدل کے ساتھ قائم کرو، اور میزان (ناپ تول) میں کمی نہ کرو۔"

پہلی دو آیات بعثتِ انبیاء کرام علیہم افضل الصلوات والتسلیم کا حقیقی مقصد بیان کرتی ہیں۔

قرآن خود کیا کہتا ہے؟

آیئے ہم خود اس میزان (یعنی قرآن) پر تول کر اور اس کسوٹی پر رکھ کر دیکھیں کہ ایک مسلم معاشرہ پر ایک حکومت کی حقیقت اور مزاج وہ کس طرح متعین کرتا ہے؟

"وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ" (الشوریٰ: ۳۸) "وہ اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں۔"

چونکہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس آیت پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اس لیے اس کو یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہوگا:

"اس چیز کو یہاں اہلِ ایمان کی بہترین صفات میں شمار کیا گیا ہے، اور سورۂ آلِ عمران (آیت ۱۵۹) میں اس کا حکم دیا گیا ہے (یعنی "شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ" "معاملات میں ان سے مشورہ کرو"[1]) اس بنا پر مشاورت اسلامی طرزِ زندگی کا ایک اہم ستون ہے، اور مشورے

[1] قوسین کے درمیان وضاحت کے سلسلے میں نے اضافہ کیا ہے (مترجم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے بغیر اجتماعی کام چلانا نہ صرف جاہلیت کا طریقہ ہے بلکہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے ضابطے کی صریح خلاف ورزی ہے۔ مشاورت کو اسلام میں یہ اہمیت کیوں دی گئی ہے؟ اس کے وجوہ پر اگر غور کیا جائے تو تین باتیں واضح طور پر سامنے آتی ہیں۔

۱۔ جس معاملے کا تعلق دو یا زائد آدمیوں کے مفاد سے ہو، اس میں کسی ایک شخص کا اپنی رائے سے فیصلہ کر ڈالنا اور دوسرے متعلقہ اشخاص کو نظر انداز کر دینا زیادتی ہے مشترک معاملات میں کسی کو اپنی من مانی چلانے کا حق نہیں ہے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ایک معاملہ جتنے لوگوں کے مفاد سے تعلق رکھتا ہو اس میں ان سب کی رائے لی جائے اور اگر وہ کسی بہت بڑی تعداد سے متعلق ہو تو ان کے معتمد علیہ نمائندوں کو شریک مشورہ کیا جائے۔

۲۔ مشترک معاملات میں انسان اپنی من مانی چلانے کی کوشش یا تو اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی اغراض کے لیے دوسروں کا حق مارنا چاہتا ہے یا پھر اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑی چیز اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اخلاقی حیثیت سے یہ دونوں صفات یکساں قبیح ہیں۔ اور مومن کے اندر ان میں سے کسی صفت کا شائبہ بھی نہیں پایا جا سکتا۔ مومن نہ خود غرض ہوتا ہے کہ دوسروں کے حقوق پر دست درازی کر کے خود ناجائز فائدہ اٹھانا چاہے اور نہ وہ متکبر اور خود پسند ہوتا ہے کہ اپنے آپ ہی کو عقل کل اور علیم و خبیر سمجھے۔

۳۔ جن معاملات کا تعلق دوسروں کے حقوق اور مفاد سے ہو ان میں فیصلہ کرنا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ کوئی شخص جو خدا سے ڈرتا ہو اور یہ جانتا ہو کہ اس کی کتنی سخت جوابدہی اسے اپنے رب کے سامنے کرنی پڑے گی کبھی اس بھاری بوجھ کو تنہا اپنے سر لینے کی جرأت نہ کرے گا ایسا صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو خدا سے بے خوف اور آخرت سے بے فکر ہوتے ہیں۔ خدا ترس اور آخرت کی باز پرس کا احساس رکھنے والا آدمی تو لازماً یہ کوشش کرے گا کہ ایک مشترک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ جن جن سے بھی متعلق ہو ان سب کو، یا ان کے بھروسے کے نمائندوں کو اس کا فیصلہ کرنے میں شریکِ مشورہ کرے تاکہ زیادہ سے زیادہ صحیح اور بے لاگ اور مبنی بر انصاف فیصلہ کیا جا سکے اور اگر خدانخواستہ کوئی غلطی ہو بھی تو تنہا کسی ایک شخص پر اس کی ذمہ داری نہ آپڑے۔

یہ تین وجوہ ایسے ہیں جن پر آدمی اگر غور کرے تو اس کی سمجھ میں یہ بات اچھی طرح آسکتی ہے کہ اسلام جس اخلاق کی انسان کو تعلیم دیتا ہے، مشورہ اس کا لازمی تقاضا ہے اور اس سے انحراف ایک بڑی بداخلاقی ہے جس کی اسلام کبھی اجازت نہیں دے سکتا۔ اسلامی طرزِ زندگی یہ چاہتا ہے کہ مشاورت کا اصول ہر چھوٹے بڑے اجتماعی معاملے میں ہونا چاہیے۔ گھر کے معاملات ہوں تو میاں اور بیوی باہم مشورے سے کام کریں اور بچے جب جوان ہو جائیں انہیں بھی شریکِ مشورہ کیا جائے۔ خاندان کے معاملات ہوں تو ان میں کنبے کے عاقل و بالغ افراد کی رائے لی جائے۔ ایک قبیلے یا برادری یا بستی کے معاملات ہوں اور سب لوگوں کا شریکِ مشورہ ہونا ممکن نہ ہو تو ان کا فیصلہ کوئی ایسی پنچائت یا مجلس کرے جس میں کسی متفق علیہ طریقے کے مطابق تمام لوگوں کے معتمد علیہ نمائندے شریک ہوں۔ ایک پوری قوم کے معاملات ہوں تو ان کے چلانے کے لیے قوم کا سربراہ سب کی مرضی سے مقرر کیا جائے اور وہ قومی معاملات کو ایسے صاحبِ رائے لوگوں کے مشورے سے چلائے جن کو قوم قابلِ اعتماد سمجھتی ہو اور وہ اس وقت تک سربراہ رہے جب تک قوم خود اسے اپنا سربراہ بنائے رکھنا چاہے۔ کوئی ایماندار آدمی قوم کا سربراہ بننے اور بنے رہنے کی خواہش، یا کوشش نہیں کر سکتا۔ نہ یہ فریب کاری کر سکتا ہے کہ پہلے بزور قوم کے سر پر مسلط ہو جائے اور پھر جبر کے تحت لوگوں کی رضامندی طلب کرے۔ اور نہ اس طرح کی چالیں چل سکتا ہے کہ اس کو مشورہ دینے کے لیے لوگ اپنی آزاد مرضی سے اپنی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پسند کے نمائندے نہیں بلکہ وہ نمائندے منتخب کریں جو اس کی مرضی کے مطابق رائے دینے والے ہوں۔ ایسی ہر خواہش صرف اس نفس میں پیدا ہوتی ہے جو نیت کی خرابی سے ملوث ہو، اور اس خواہش کے ساتھ "اَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَيْنَهُمْ" کی ظاہر شکل بنائے اور اس کی حقیقت غائب کر دینے کی کوشش صرف وہی شخص کر سکتا ہے، جسے خدا اور خلق دونوں کو دھوکا دینے میں کوئی باک نہ ہو۔ حالانکہ نہ خدا دھوکا کھا سکتا ہے اور نہ خلق ہی اتنی اندھی ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص دن کی روشنی میں علانیہ ڈاکہ مار رہا ہو اور وہ سچے دل سے یہ سمجھتی رہے کہ وہ ڈاکہ نہیں مار رہا ہے، بلکہ لوگوں کی خدمت کر رہا ہے۔

"وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَيْنَهُمْ" کا قاعدہ خود اپنی نوعیتِ فطرت کے لحاظ سے پانچ باتوں کا تقاضا کرتا ہے۔

(۱) اجتماعی معاملات جن لوگوں کے حقوق اور مفاد سے تعلق رکھتے ہیں انہیں اظہارِ رائے کی پوری آزادی حاصل ہو اور وہ اس بات سے پوری طرح باخبر رکھے جائیں کہ ان کے معاملات فی الواقع کس طرح چلائے جا رہے ہیں اور انہیں اس امر کا بھی پورا حق حاصل ہو کہ اگر وہ اپنے معاملات کی سربراہی میں کوئی غلطی یا خامی یا کوتاہی دیکھیں تو اس پر ٹوک سکیں، احتجاج کر سکیں۔ اور اصلاح ہوتی نہ دیکھیں تو سربراہ کاروں کو بدل سکیں۔ لوگوں کا منہ بند کر کے ان کے ہاتھ پاؤں کس کر اور ان کو بے خبر رکھ کر ان کے اجتماعی معاملات چلانا صریح بددیانتی ہے جس کو کوئی شخص بھی "اَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَيْنَهُمْ" کے اصول کی پیروی نہیں مان سکتا۔

(۲) اجتماعی معاملات کی ذمہ داری جس شخص پر بھی ڈالنی ہو، اسے لوگوں کی رضامندی سے مقرر کیا جائے اور یہ رضامندی ان کی آزادانہ رضامندی ہو، جبر و تخویف سے حاصل کی ہوئی یا تحریص و اطماع سے خریدی ہوئی یا دھوکے اور فریب اور مکاریوں سے کھسوٹی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی رضامندی درحقیقت رضامندی نہیں ہے۔ ایک قوم کا صحیح سربراہ وہ نہیں ہوتا جو ہر ممکن طریقہ سے کوشش کر کے اس کا سربراہ بنے، بلکہ وہ ہوتا ہے جس کو لوگ اپنی خواہش اور پسند سے اپنا سربراہ بنائیں۔

(۳) سربراہ کی مشاورت کے لیے وہ لوگ مقرر کیے جائیں جن کو قوم کا اعتماد حاصل ہو، اس کے لیے ایسے لوگ کبھی صحیح معنوں میں حقیقی اعتماد کے حامل نہیں قرار دیئے جا سکتے جو دباؤ ڈال کر یا مال سے خرید کر یا جھوٹ اور مکر سے کام لے کر، یا لوگوں کو گمراہ کر کے نمائندگی کا مقام حاصل کریں۔

(۴) مشورہ دینے والے اپنے علم اور ایمان و ضمیر کے مطابق رائے دیں، اور اس طرح کے اظہار رائے کی انہیں پوری آزادی حاصل ہو، یہ بات یہاں نہ ہو، یعنی یہاں مشورہ دینے والے کسی لالچ یا خوف کی بناء پر یا کسی جتھہ بندی میں کسے ہوئے ہونے کی وجہ سے خود اپنے علم اور ضمیر کے خلاف رائے دیں، وہاں درحقیقت خیانت اور غداری ہوگی، نہ کہ "امرھم شوریٰ بینھم" کی پیروی۔

(۵) جو مشورہ اہلِ شوریٰ کے اجماع و اتفاق رائے سے دیا جائے، یا جسے ان کے جمہور (اکثریت) کی تائید حاصل ہو، اسے تسلیم کیا جائے کیونکہ اگر ایک شخص یا ایک ٹولہ سب کی سننے کے بعد اپنی من مانی کرنے کا مختار ہو تو مشاورت بالکل بے معنی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرما رہا ہے کہ "ان کے معاملات میں ان سے مشورہ لیا جاتا ہے" بلکہ یہ فرما رہا ہے کہ "ان کے معاملات آپس کے مشورے سے طے پاتے ہیں" اس ارشاد کی تکمیل محض مشورہ لے لینے سے نہیں ہو جاتی ہے، بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ مشاورت میں اجماع یا اکثریت کے ساتھ جو بات طے ہو، اسی کے مطابق معاملات چلیں [1]

---

[1] اس سے مستثنیٰ اس قسم کی غیر معمولی اور نادر مثالیں ہیں، جن میں سربراہ اپنی (باقی نوٹ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے اصولِ شوریٰ کی اس توضیح کے ساتھ یہ بنیادی بات بھی نگاہ میں رہنی چاہیئے کہ شوریٰ مسلمانوں کے معاملات میں مطلق العنان اور مختارِ کل نہیں ہے۔ بلکہ لازماً اس دین کے حدود سے محدود ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی تشریح سے مقرر فرمایا ہے۔ اور اس اصل الاصول کی پابند ہے کہ تمہارے درمیان جس معاملہ میں بھی اختلاف ہو، اس کا فیصلہ کرنا اللہ کا کام ہے اور تمہارے درمیان جو بھی نزاع ہو، اس میں اللہ اور رسول ؐ کی طرف رجوع کرو۔ اس قاعدہ کلیہ کے لحاظ سے مسلمان شرعی معاملات میں اس امر پر تو مشورہ کر سکتے ہیں کہ کس نص کا صحیح مفہوم کیا ہے اور اس پر عمل درآمد کس طریقہ سے کیا جائے ؟ تاکہ اس کا منشار ٹھیک طور سے پورا ہو۔ لیکن اس غرض سے کوئی مشورہ نہیں کر سکتے کہ جس معاملہ کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول ؐ نے کر دیا ہو، اس میں وہ خود کوئی آزادانہ فیصلہ کریں [1]

وُجوبِ شوریٰ کا ایک اور پہلو

اب تک تو ہم نے وجوبِ شوریٰ کے شرعی دلائل پیش کیے ہیں۔ ان کے علاوہ اس موضوع کا ایک اور پہلو بھی ہے جس کو وجوبِ شوریٰ کا تکوینی پہلو کہا جا سکتا ہے۔

تکوینی اعتبار سے اللہ تعالےٰ نے انسان کو عقل، نُطق، تمیز اور ارادہ کی آزادی بخشی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس پر ثواب و عذاب کا قانون لاگو فرمایا ہے۔ حساب و کتاب اور

(نوٹ گزشتہ سے پیوستہ) رائے میں مستحکم یقین کی بنا پر عوام کے فیصلے پر عمل درآمد کر سکے۔ جیسا کہ سیدنا ابوبکرؓ نے مانعین زکوٰۃ سے جنگ کے وقت کیا۔ درآں حالانکہ اصحابِ رسول ؐ اس پر راضی نہیں تھے بعد میں ان سب کو شرحِ صدر ہو گیا (حامد)

[1] تفہیم القرآن۔ جلد چہارم صفحہ ۵۰۹-۵۱۰۔ آخری فقرہ خود شوریٰ اور مشوروں کو ایک مضبوط شرعی حصار میں گھیر لیتا ہے۔ اس سے امت بحیثیتِ مجموعی شریعت کے حدود میں عمل پیرا ہونے کی پابند ہو جاتی ہے۔ سربراہ بھی، اہلِ شوریٰ بھی اور عوام بھی۔ غرض ہر ایک کو شرعی حدود ہی میں رہ کر کام کرنا ہے۔ کسی کو حق نہیں پہنچتا ہے کہ ان کو توڑے، یا ان میں تبدیلی پیدا کرے، یا ان سے تجاوز کرے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ داری کا تصور بھی اس سے وابستہ ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انسان ان صفات اور کمالات سے متصف ہونے کی وجہ سے فضیلت کا حامل نہیں بنا ہے تو پھر نہ حساب و کتاب ہے، نہ ثواب و عذاب اور نہ جنت و جہنم۔

اب اگر ہم سب کو باتفاق انسان کے ان صفات سے متصف ہونے پر شک و شبہ نہیں ہے، تو ہمیں یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان صفات کا عملی مظاہرہ کرنے کی انسانوں کو آزادی پہنچائی جائے، اور وہ بھی حدودِ شریعت میں رکھتے ہوئے جو ہر فلاح اور ہر صلاح کی ضامن ہے ورنہ یہ اس بات کو مستلزم کرتا ہے کہ ہم انسان کو اس کی اعلیٰ ترین خصوصیات سے محروم کر کے اس کو حیوانوں کی صف میں پہنچانا چاہتے ہیں۔ انسان انسان رہتے ہوئے اس صورتِ حال کو کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ کچھ عرصے — دس بیس تیس برس تک — اس صورتِ حال کو طوعاً یا کرھاً برداشت کرے مگر یہ امر یقینی ہے کہ اپنے تکوینی تقاضوں کی بنیاد پر وہ اپنے آپ کو مجبور پائے گا کہ وہ ان اعلیٰ انسانی صفات کا مظاہرہ کرے۔ یہ عمل ایک بالکل فطری اور طبیعی عمل کی طرح ہوگا جس کا روکا جانا ناممکن ہوتا ہے۔ عموماً اس کو روکنے کے نتائج انتہائی بھیانک اور تباہ کن ہوتے ہیں۔

اس حقیقت کو ایک دو مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے:۔

بیسویں صدی میں ڈکٹیٹروں نے جتنے بھی جابرانہ اور ظالمانہ نظام قائم کیے، وہ زیادہ دنوں تک اپنی اصلی حالت پر برقرار نہیں رہ سکے۔ زیادہ سے زیادہ جو ہو سکا ہے، وہ یہ کہ ان کی موت کے ساتھ ہی خود ان کے اپنے قریب ترین لوگوں نے ان خوں چکاں نظاموں کو خیرباد کہہ دیا، اور بہتر حالات پیدا کرنے اور بہتر ذرائع اور وسائل اختیار کرنے کی کوشش کی۔ اسکی بہترین مثالیں فرانکو کے اسپین اور سالازار کے پرتگال میں ملتی ہیں۔ جونہی ان ڈکٹیٹروں نے آنکھیں بند کیں، انکے قریب ترین لوگوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہوریت کی طرف پہلا قدم اٹھایا۔ روس میں بھی یہی کچھ ہوا۔ اسٹالین کی موت کے کچھ عرصہ بعد خروشیوف نے اس کے ظالمانہ اور خون آشام نظام اور طریقہ کار کی دھجیاں بکھیر دیں پھر فردی استبداد کے بجائے اجتماعی قیادت کے اصول کو اپنانے کا اعلان کیا۔ اور ان تمام خونی ذرائع و وسائل سے دستبرداری طریقہ کار بنایا گیا، جن کو اسٹالین نے اپنے شخصی اور فردی نظام کو قائم کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے استعمال کیا تھا۔ اب روس میں جو ہمہ گیر (TOTALITARIAN) نظام قائم ہے، وہ کیمونسٹ نظریہ کا جزو لاینفک ہے۔ جس سے نجات حاصل کرنے کی کامیاب ترین کوشش پولینڈ میں آزاد مزدور تنظیم سالیبڈارٹی (SOLIDARITY) نے کی ہے۔ ان کے مطالبات وہی فطری اور تکوینی تقاضوں کا نتیجہ ہیں، جن کی وجہ سے انسان حیوان سے متمیز قرار پاتا ہے۔ یہ فطری اور تکوینی تقاضے، یہاں اور وہاں کم قوت اور زیادہ طاقت سے کیمونسٹ بلاک میں ظاہر ہوتے رہیں گے۔ اور اس وقت تک جاری رہیں گے جب تک کہ انسان انسان ہے۔ اور وہ حیوان یا مشین بننے پر راضی نہیں ہو جاتا۔

یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ کیمونسٹ نظام خود ان لوگوں کے ہاتھوں بڑی دھوم دھام سے اٹھایا جائے گا، جن کا نام لے کر کیمونسٹوں نے اپنے خود ساختہ اور غیر فطری نظام لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کی لاشوں پہ قائم کیے تھے۔ یہ فطرت کا تقاضا ہے اور یہ قدرت کا فیصلہ ہے۔ اس کو دبایا یا ٹالا تو جا سکتا ہے، مگر اس کی مکمل کامیابی میں کبھی بھی شک پیدا نہیں ہو سکتا[1]!

---

[1] فاضل مقالہ نگار کا یہ خیال اب ایک حقیقت بن کر سامنے آ گیا ہے، اور مشرقی یورپ کی متعدد ریاستوں نے کیمونزم سے بغاوت کر دی ہے جس کی تفصیلات سے ہر باشعور باخبر ہے۔
خیال ہے کہ یہ مضمون آج سے تقریباً دس سال قبل کا تحریر کردہ ہے۔ (ص - ی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس مغربی جمہوریتیں حدود اللہ سے سرتابی کرکے جس بے راہ روی کا شکار ہیں، وہ بجائے خود سامانِ عبرت ہیں۔ ان کی منتخب ـــــ نام نہاد منتخب ـــــ مجلسِ قانون ساز کا کام اب محض یہ رہ گیا ہے کہ وہ ہر غیر فطری عمل کو قانون کا جامہ پہناتے رہیں، جیسا کہ برطانوی پارلیمنٹ نے عملِ قومِ لوط کے بارے میں کیا یا پھر ہر باطل اقدام کو قانونی شکل دیں، جیسا کہ امریکی کانگریس اسرائیلی باطل کو حق ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔

اسلام کی راہِ اعتدال

مندرجہ بالا بحث سے دینِ فطرت ـــ اسلام ـــ کی وہ شاہراہِ اعتدال کھل کر سامنے آجاتی ہے، جس کے حدودِ اربعہ بطورِ خلاصہ اس طرح پیش کیے جا سکتے ہیں:۔

۱۔ اسلام کمزوروں اور کمزور طبقات کے حقوق دینے کی خواہش، طاقتور افراد اور قوت دار طبقات میں ایک فطری اور نفسیاتی حقیقت اور مطالبہ کی حیثیت سے پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے طاقتور کا کام ہے کہ وہ خود بڑھ کر کمزوروں کے حقوق کی ادائیگی کے فرائض انجام دے۔ ایسا نہ کرنا ایسی فطرت سے ٹکرانا ہے جس کا انجام سب ہی کو معلوم ہے۔

۲۔ حقوق کے تعین اور واجبات کی تحدید میں اسلام نے فریقین کے درمیان عدل و انصاف کو اساسی اہمیت دی ہے، اور عدل کو قائم کرنا اس دین کے اولین مقاصد میں سے ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ فریقین ظلم کی راہ ترک کرکے عدل کی پُرامن شاہراہ پر چلنے کی دل و جان سے کوشش کریں، تاکہ دنیوی اور اخروی کامرانیوں سے شادکام ہو سکیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ عدل کے قیام کا طریقہ مشاورت ہے جس کے حدود و شرائط شریعت نے "رجوع الی اللہ و رسولہ" اور تحکیم کتاب اللہ و سنتِ رسول ؐ کے دائرے میں محصور کر کے، اس کو خواہشاتِ انسانی کی آماجگاہ سے محفوظ کر دیا ہے۔ اگر مشاورتی نظام اپنی شرائط کے ساتھ کامل عدل سے قائم کیا جائے تو فریقین کے درمیان منصفانہ اتفاقِ رائے کی راہیں پوری تابناکی کے ساتھ کھل جاتی ہیں اور کش مکش و تصادم کے بجائے مفاہمت اور تعاون کی داغ بیل پڑتی ہے جس کے انفرادی اور اجتماعی نتائج انتہائی خوش گوار ہیں۔

۴۔ مشاورت ایک تکوینی مطالبہ ہے، اور اس سے گریز خوفناک نتائج ہی پیدا کر سکتا ہے۔ اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ مسلم معاشروں اور ملکوں میں شورائی نظام کا ہر میدان میں اور ہر مرحلہ پر پُر زور مطالبہ کیا جائے خواہ وہ حکومتی سطح ہو، یا مزدور اور کارخانہ دار کا میدان ہو، یا کسان اور زمیندار کے باہمی تعلقات کا معاملہ ہو، یا کوئی اور بات ہو۔ یہی راہِ نجات اور کامیابی کی ضمانت ہے۔

آج ہم مسلمان ملکوں کے حکام کو جب یہ شکایت کرتے سنتے ہیں کہ عوام کسی چیز میں دلچسپی نہیں لیتے اور سارے کام اور منصوبے حکومت ہی کو بنانے اور نافذ کرنے پڑتے ہیں تو اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ شورائی نظام قائم نہیں ہے جس کو چلانے میں عوام اور ان کے حقیقی نمائندے عملاً اور حقیقتاً حصہ لیتے ہوں چونکہ یہ نظام اور اس کے سربراہ دونوں کے دونوں قوت کے بل بوتے پر مسلط ہو گئے، یا مسلط کیے گئے ہیں، اس لیے طبیعی نتیجہ کے طور پر عوام کو ان سے، ان کے کاروبار سے، اور ان کے منصوبوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ محض تماشائی تھے، اور ہیں، اور رہیں گے۔ اور ان کی یہ روش عین فطری منطق کے مطابق ہے۔

اس منفی طرزِ فکر اور عمل کا مظاہرہ اس وقت واضح ہو جاتا ہے جب ملک کسی بیرونی خطرہ کی زد میں آجاتا ہے، اس وقت بھی عوام تماشائی بنے رہنے پر اصرار کرتے ہیں اس لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ امر نہایت ضروری ہے کہ جلد از جلد اس غیر فطری صورتِ حال کو بدلا جائے اور مشاورت کے ذریعہ تعاون کی فضا پیدا کی جائے تاکہ حکومتیں اور عوام دونوں مل کر مثبت بنیادوں پر اندرونی اور بیرونی خطرات کا مقابلہ کر سکیں۔ اس کے بغیر کوئی طاقت یا کوئی اقدام قوانینِ فطرت کو بروئے کار آنے سے نہیں روک سکتا ہے۔

فرسودہ اور بے بنیاد دلائل کی حقیقت

شورائی نظام کے خلاف اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ "ملک پُرخطر حالات سے گزر رہا ہے۔ بیرونی خطرات درپیش ہیں۔ عوام جہالت کا شکار ہیں، لیڈر خود غرض ہیں اور ماضی میں چونکہ اس کا تجربہ نہیں کیا گیا اس لیے شورائی نظام کے کامیاب ہونے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں"

ہم مختصراً یہاں دو حقیقتوں کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔ کیا یہ حضرات یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ خود نبی ﷺ سے اونچے درجات پر خدانخواستہ فائز ہو گئے ہیں جن پر آں حضرت ﷺ فائز کیے گئے تھے۔ یاد رہے کہ آپؐ نبی اور رسول کے عہدہ پر از خود فائز نہیں ہوئے تھے بلکہ فائز کیے گئے تھے۔ اور اسی لحاظ سے آپؐ کی اطاعت یا عدمِ اطاعت کو دنیاوی و اُخروی کامیابی یا ناکامی کا معیار و سبب قرار دیا گیا تھا۔ اس کے باوجود آپؐ کو مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا (وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ) اور مومنین کی خاص خصوصیات میں سے اس خصوصیت کا ذکر فرمایا کہ ان کے معاملات آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں (وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ) یہ سب کچھ اس لیے کیا گیا کہ آپؐ اس اُمّت کو، اس کے افراد کو، اس کے حکام کو، اس کے عوام کو، اس کے اہلِ علم اور اہلِ دانش کو یہ تربیت دے سکیں کہ ان کو کس طرح اپنے معاملات چلانے چاہئیں۔ یہ بات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل ممکن تھی کہ وحی کی بنیاد پر لوگوں کو اطاعت کا حکم دیا جاتا اور لوگ اس پر اپنے آپ کو مجبور بھی پاتے ۔ مگر مشیّتِ الٰہی نے جسے اس دین کو ہر طرح کامل کر دینا تھا، یہ بات پسند نہیں کی ۔ بلکہ اُسوۂ محمدیؐ کی تکمیل کی خاطر خود آپؐ کو حکم دیا کہ آپؐ مشورہ فرمائیں اور مشورہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی تعلیم دیں تاکہ یہ امت ان بے راہرویوں سے بچ سکے جن کا شکار ہمیشہ سے انسانیت رہی ہے اور آج بھی ہے اور جس کی طرف ہم نے اُوپر اشارے بھی کیے ہیں ۔

۲ ۔ اس وقت مدینہ کی سوسائٹی اندرونی اور بیرونی خطرات سے بُری طرح گھری ہوئی تھی۔ منافقین اور یہود خود اندر تھے، نصاریٰ اور مشرکین باہر ۔ جنگی حالات ہمیشہ ہی برقرار رہے۔ معاشی بحران مدت تک جاری رہا ۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کو اس طرح ظاہر فرمایا کہ نبیؐ اپنے اصحابؓ سے مشورہ لے کر اُمّت کے لیے اُسوہ اور نمونہ قائم کریں ۔

اب رہا جہل اور خود غرضی کا عذر، تو ہم عرض کریں گے کہ اگر آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ عین تقاضائے فطرت اور تکوینی مطلوب ہے تو ضروری نہیں ہے کہ سب لوگ یونیورسٹیوں سے فارغ ہوں تب ہی یہ عمل پورا ہو سکے ۔ نہ اس وقت کوئی یونیورسٹی تھی اور نہ اس وقت جب یہ تجربات برطانیہ اور امریکہ اور یورپ میں کیے گئے تھے ۔

پھر یہ کس نے کہہ دیا کہ تعلیم یافتہ، خواہشِ نفس کے غلبے کی وجہ سے جاہل سے زیادہ خود غرض اور جاہل نہیں ہو گیا ہے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ علم جب خواہشِ نفس کا آلۂ کار بن جائے، تو وہ ایسے ایسے گل کھلاتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے ۔ اس کی بہترین مثال آج کل جمہوری مجالس ہیں، جن کا کام صرف یہ رہ گیا ہے کہ ہر ظلم اور ہر غیر فطری حرکت کو جائز قرار دے ۔ کیا ان میں حصہ لینے والے لوگ بڑی بڑی یونیورسٹیوں سے نکلے ہوئے نہیں ہیں ؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے برعکس حدود اللہ ان سب خرابیوں سے بچنے کی بہترین ضمانت ہیں۔ ان میں رہتے ہوئے نہ جاہل گمراہ ہو سکتا ہے اور نہ عالم۔ یہ سب کی جائے پناہ ہے اور ہر ایک کی محافظ بھی!

آخر میں ہم مسلمان ملکوں کے سربراہوں، تعلیم یافتہ طبقات، باشعور لوگوں اور عوام سب سے درد مندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنا مطمع نظر بنائیں اور شورائی نظام قائم کرتے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی مخلصانہ کوشش کریں تاکہ یہ امت اس خلفشار سے نجات حاصل کر سکے جس میں وہ آج کل گھری ہوئی ہے۔ اپنے بجلی کے قمقمے بجھا کر دوسروں کے تیل کے چراغ سے روشنی حاصل کرنا سب سے بڑی نادانی ہے۔ اس لیے ان کا یہ فرض ہے کہ وہ اس میدان میں بھی اسلام کی شاہراہ پر چلیں۔ اور اس نیت کے ساتھ چلیں کہ اللہ اپنے مخلص بندوں کی ہمیشہ مدد کرتا ہے اور ان کو کامیابی کی راہیں سجھاتا ہے

"وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ" (العنکبوت ۶۹) "اور جو لوگ ہماری راہ میں جانفشانیاں کرتے ہیں، ہم ان پر اپنی راہیں کھولیں گے اور بے شک اللہ محسنین کے ساتھ ہے۔" كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (المجادلة: ۲۱)

(ہفت روزہ "الاعتصام" دسمبر ۱۹۸۳ء، جنوری ۱۹۸۴ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالدعوۃ السلفیہ کی چند اہم مطبوعات

منتقی الاخبار (مترجم اُردو) مع عربی متن، فقہ الحدیث کی ایک نہایت اہم کتاب، دو ہزار صفحات پر مشتمل دو ضخیم جلدیں قیمت -/۰۰

تنقیح الرواۃ فی تخریج احادیث المشکوٰۃ (عربی) تالیف:- ڈپٹی احمد حسن مؤلف احسن التفاسیر، مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی مشکوٰۃ کی تمام احادیث کی تحقیق وتخریج اور مختصر شرح۔ اہل علم وتحقیق کے لیے ایک عمدہ کتاب۔ قیمت مکمل ۴ جلدیں -/۳۲۰ روپے۔

المحلّٰی (اُردو) امام ابن حزم اندلسی کی مشہور کتاب کا اُردو ترجمہ۔ ترجمہ: مولانا غلام احمد حریری۔ نظر ثانی وتخریج احادیث مولانا صغیر احمد شاغف بہاری

قیمت جلد اوّل مجلد -/۱۰۰ روپے۔ قیمت جلد دوم مجلد -/۱۲۰، بقیہ حصے زیر طبع۔

اہل حدیث اور اہل تقلید از حافظ صلاح الدین یوسف۔ مسلک اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث پر بعض اعتراضات کا جواب

قیمت -/۸ روپے۔

حدِّ رجم کی شرعی حیثیت اور مغالطات وشبہات کا ازالہ

حافظ صلاح الدین یوسف۔ قیمت ۸ روپے۔

ماہ محرّم اور موجودہ مسلمان حافظ صلاح الدین یوسف۔ محرم کی بدعات اور حضرت حسینؓ و یزید سے متعلقہ مباحث پر ایک مفید کتاب۔ قیمت -/۱۰ روپے۔

ابقاء المنن بالقاء المحن نواب سید صدیق حسن خانؒ کی خودنوشت سوانح۔ نئے قالب اور مزید اضافوں کے ساتھ۔ قیمت -/۴۸ روپے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمیمۃ الصبیؒ فی ترجمۃ الاربعین من احادیث النبیؐ

نواب صاحب کی ایک مفید کتاب کی تسہیل و تہذیب۔ قیمت -/۶ روپے۔

تعلیم الصیامؒ اور تعلیم الزکوٰۃ

از نواب صدیق حسن۔ تہذیب و تنقیح کے ساتھ۔ قیمت -/۸ روپے

مشکلات الاحادیث

(عربی) عبداللہ القصیمی النجدی (بعض بظاہر خلاف عقل احادیث پر اعتراضات کا علمی جائزہ) قیمت -/۳۶

پاک و ہند کے علمائے اسلام کا اولین متفقہ فتویٰ

مرزائے قادیانی اور اس کے پیروکاروں کے دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کی بابت مولانا محمد حسین بٹالویؒ کے جمع کردہ فتووں کا مجموعہ۔ قیمت -/۴۰ روپے۔

التحقیق الراسخ فی ان احادیث رفع الیدین لیس لہا ناسخ

از افادات محدث عصر حضرت مولانا حافظ محمد صاحب گوندلویؒ مسئلہ رفع الیدین پر ایک محققانہ اور فاضلانہ کتاب۔ قیمت -/۳۶ روپے۔

اہل حدیث کا مذہب

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی ایک مختصر اور جامع کتاب۔ قیمت -/۸ روپے۔

عورت کی سربراہی کا مسئلہ اور شکوک و شبہات کا ازالہ

از حافظ صلاح الدین یوسف۔ قیمت

عیدِ میلاد کی تاریخی و شرعی حیثیت اور مجوزین کے دلائل کا جائزہ

از حافظ صلاح الدین یوسف قیمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبر پرستی

ایک حقیقت پسندانہ جائزہ

تالیف ـــــــ حافظ صلاح الدین یوسف

- قبر پرستی، مُردہ پرستی یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ فوت شدہ بزرگوں کو بھی مدد کے لیے پکارنا، انہیں حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا اور ان کے نام کی نذر نیاز دینا، ان کی قبروں پہ سالانہ عرسوں کا اہتمام کرنا، یہ سارے مشرکانہ و مبتدعانہ امور پاک و ہند اور دیگر بعض اسلامی ممالک میں رائج اور مقبول ہیں۔

- اسی طرح قبروں کو پختہ کرنا، ان پہ قُبے اور گنبد تعمیر کرنا اور ان کو "مزارات"، "درگاہیں" اور "دربار" کا مقام دینا، یہ مرض بھی عام ہے جہاں رفع حاجات اور دفع بلیات کے لیے حاضری کو اکسیر سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ مذکورہ عقائد و اعمال قرآن و حدیث کی صریح تعلیمات کے خلاف ہیں۔

- زیر نظر کتاب میں قرآن کریم، احادیث صحیحہ اور تعامل صحابہؓ و تابعینؒ کی روشنی میں مذکورہ عقائد و اعمال کی مدلّل تردید کی گئی ہے اور ان کے اثبات و جواز میں پیش کردہ "دلائل" کا محققانہ جائزہ لیا گیا ہے۔

- ہر بات مدلل، ہر بحث واضح اور ہر نکتہ قابل غور، توحید کی حقیقت اور اس کے اثبات اور شرک کی وضاحت اور اس کی تردید میں ایک بہترین رہنما کتاب۔

ملنے کا پتہ

دار الدعوۃ السلفیہ ◎ شیش محل روڈ ◎ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ